4

چندہ کے لئے مسلسل کوشش کرنے کی تلقین

(فرمودہ ۴ فروری ۱۹۲۱ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ اور آیت شریفہ یابنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ انہ لا یائیس من روح اللہ الا القوم الکافرون (یوسف : ۸۸) کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

حضرت یعقوب کے بیٹے خود بھی نبی تھے حضرت یوسف۔ ان کا واقعہ قرآن میں ہے کس طرح ان کے بھائیوں نے گھر سے نکالا۔ اور ان کو کنوئیں میں ڈالا۔ اور کنوئیں سے جب وہ نکالے گئے تو قافلہ والوں کے ہاتھوں ان کے بھائیوں نے بیچا اور پھر قافلہ والوں نے ان کو مصر میں جاکر بیچ دیا۔ پھر اس میں بتایا ہے۔ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو ترقی دی۔ اور عزت کے عہدہ پر ان کو سرفراز کیا۔ اور حکومت کا ان کو وزیر بنا دیا۔ اور پھر کس طرح ان کے دل کی تڑپ پر نظر فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان کے بھائیوں کو ان کے پاس پہنچا دیا۔ پھر یہ ظاہر کیا ہے کہ کس طرح بھائیوں نے جھوٹ موٹ باپ کو ان کی موت کا یقین دلانے کے لئے کہا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ لیکن یعقوب علیہ السلام خدا کی دی ہوئی اطلاع کی بناء پر جانتے تھے کہ ان کا بیان غلط ہے۔ اور اس واقعہ پر سالہا سال کا عرصہ گذر گیا تھا۔ مگر یعقوب پھر بھی انکو گویا مردہ بچہ کے لئے کہتا ہے کہ جاؤ اس کو تلاش کرو۔

یہ اتنی مدت ہے کہ اس میں انسان گمان کر سکتا ہے کہ ممکن ہے وہ مر گیا ہو۔ لیکن یعقوب بیٹوں کو کہتا ہے کہ اگرچہ بیس پچیس سال کا عرصہ ہی گذر گیا ہے تم تلاش کرو۔ اور اس سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا کافر قوم کا کام ہے۔ مومن کچھ بھی حالات ہو جائیں۔ کبھی بھی اپنے خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا خدا کی ذات ایسی کامل ہے۔ کہ اس کے متعلق کسی کام کی نسبت نہیں گمان کیا جا سکتا۔ کہ اس میں مایوسی ہے۔

مُردوں کو زندہ کرنے کے متعلق خدا نے عہد کیا ہے کہ مُردوں کو اس جہاں میں دوبارہ زندہ نہ

کرتے ہیں ۔ پس ہم جو کہتے ہیں کہ خدا یہاں مردہ زندہ نہیں کرتا تو اس کے محض یہ معنے ہیں کہ خدا کہتا ہے کہ وہ یہاں مردہ زندہ نہیں کرتا ورنہ اگر اس کا عہد نہ ہوتا اور وہی یہ بات نہ کہتا تو ہم کبھی نہ کہتے کہ وہ مردے زندہ نہیں کرتا۔ پس خدا کو مانتے ہوئے کسی بات کی نسبت کہنا کہ ناممکن ہے درست نہیں۔ یعقوب علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا مگر کافر۔ جب تک سنت اللہ کے خلاف نہ ہو کسی بات کو ناممکن کہنا سراسر غلطی ہے۔

یہ واقعہ تھا جو گذر گیا۔ لیکن خدا کی کتاب قصہ کی کتاب نہیں۔ بلکہ انسانوں کی ہدایت کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ یوسف کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ جس طرح یہ تمام واقعہ مجموعی صورت میں انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اسی طرح یہ آیت جو اس تمام سورۃ کا ایک ٹکڑا ہے بھی ہدایت ہے جس طرح تمام قرآن بھی ہدایت ہے اسی طرح اس کی ہر ایک سورۃ بھی ہدایت ہے۔ ہر ایک سورۃ کا ہر ایک رکوع اور ہر ایک رکوع کی ہر ایک آیت اور ہر ایک آیت کا ہر ایک لفظ بھی ہدایت ہے اور یہ مختلف سلسلہ ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک سلسلہ ہدایت ہے۔

یہ آیت جو میں نے اب پڑھی ہے یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی ایک شاخ ہے۔ اور ہدایت ہے۔ اور یہ تمام واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور پیشگوئی کے ہے۔ اور بنو اسماعیل کو ان کے چچا کی اولاد کا ایک واقعہ یاد دلایا ہے۔ کہ تمہارا بھی ایک یوسف ہے جس کو تم کھو رہے ہو۔ اور وطن سے نکال رہے ہو۔ اس لئے ان کو ان کے چچا یعقوبؑ کی نصیحت یاد دلائی کہ جاؤ اور تم بھی اس یوسف کی تلاش کرو۔ اگرچہ تمہاری شرارت سے یوسف گم ہو گیا مگر جب تم اس کو تلاش کرو گے تو اس کو پالو گے۔ چنانچہ مکہ والوں نے جب اس یوسف کو تلاش کیا تو اس کو پالیا۔

پس یہ یوسف کا تمام واقعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتا ہے۔ مگر یہ آیت اپنی ذات میں حکمت ہے اور ہدایت ہے۔ یعقوبؑ کا یوسف گم ہو گیا تھا۔ یعقوب بیٹوں کو کہتا ہے کہ تم اس کی تلاش میں گھبرا مت جانا۔ ایسے ہی ہر انسان کا بھی ایک یوسف ہوتا ہے۔ اور ہر ایک شخص کا جو مدعا ہوتا ہے وہی اس کا یوسف ہوتا ہے۔ یوسف کیا تھا یعقوب کا پیارا تھا۔ ہر کام جو انسان کرتا ہے وہ اس کا یوسف ہوتا ہے۔ جب اس کام میں مشکلات آجاتے ہیں۔ اور مقصد دور ہو جاتا ہے۔ تو گویا وہ یوسف گم ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ شخص ان مشکلات سے گھبرا کر کام چھوڑتا ہے تو وہ یوسف کو پانے سے محروم رہتا ہے۔ اور اگر وہ گھبراتا نہیں تلاش و جستجو اور کوشش جاری رکھتا ہے تو اس کا یوسف مل جاتا ہے اور اس کا وہ کام ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مدعا کو پا لیتا ہے۔

کام کرنے میں بہت سے شخص یوسف کے بھائیوں کی طرح مایوس ہو کر ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ وہ اپنے مقصد کو نہیں پا سکتے۔ مگر جو یعقوب صفت لوگ ہوتے ہیں۔ وہ آخر دم تک کوشش جاری رکھے

ہیں اور ہمت نہیں ہارتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے مقصد کو ضرور پا لیتے ہیں کئی ہوتے ہیں جو اپنے مقصد اور مدعا کے حصول میں یوسف کے بھائیوں کی طرح مشکلات سے گھبرا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور کئی ہوتے ہیں جو یعقوب کی طرح مایوسی سے بچ کر کام کرتے ہیں اور مشکلات کا مقابلہ کرتے ہیں اور آخر کامیاب ہو جاتے ہیں۔

میں یہ نظارہ روز دیکھتا ہوں کہ لوگ تھوڑی تھوڑی ناکامی پر مایوسی ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ کسی کو نصیحت کرتے ہیں اور وہ نہیں مانتا تو مایوس ہو کر اس کو نصیحت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے بہتوں کو دیکھا ہے کہ اگر کامیابی کے رستہ میں ذرا سی بھی مشکل آجائے تو وہ ہمت ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان پر کسی نصیحت کا اثر دیر میں ہوتا ہے ہدایت ہی کو دیکھو۔ بعض لوگ مخالف ہوتے ہیں اور شدید مخالف مگر آخر وہ مان لیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عمرو ابن العاص کا واقعہ ہے جو بہت بڑے اسلامی جرنیل تھے۔ وہ انیس سال تک آنحضرت ؐ کے سخت مخالف رہے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ مخالفت کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قابل نفرت انسان مجھے اور کوئی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ مگر جب میں مسلمان ہوا تو میری یہ حالت ہوئی اور آپ کی محبت میرے دل میں اتنی پیدا ہوئی اور آپ کو جو خداداد حسن ملا تھا اس کا مجھ پر اتنا رعب پڑا کہ میں مسلمان ہونے کے بعد کبھی آنکھ اٹھا کر آپ کو نہیں دیکھ سکا۔ اب اگر آپ کا حلیہ کوئی شخص مجھ سے دریافت کرے تو میں نہیں بیان کر سکتا۔[۲]

اگر ہم لوگوں میں تلاش کیا جائے۔ تو کم لوگ موجود ہونگے جنہوں نے ۱۸۹۱ء میں حضرت اقدس کی بیعت کی ہوگی۔ پھر ان سے زیادہ وہ ہونگے جنہوں نے ۱۸۹۲ء میں بیعت کی ہوگی۔ پھر اسی طرح اور وہ بہت ہونگے جنہوں نے خلیفہ اول ؓ کے وقت میں بیعت کی۔ اور اسی طرح میرے وقت میں۔ اگر ان سے دریافت کیا جائے تو بہت سے بتائیں گے کہ وہ بیعت کرنے سے پہلے احمدیت کے سخت دشمن تھے۔ اور احمدیت کے مٹانے کے درپے رہتے تھے۔

اب اگر وہ لوگ جو ایسے لوگوں کو سمجھانے کے پیچھے پڑے رہے ان کی اس مخالفت کو دیکھتے اور ہمت ہار بیٹھتے تو کیا یہ لوگ سلسلہ میں داخل ہو جاتے۔ مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری بلکہ ان کے پیچھے لگے رہے آخر انہوں نے ہدایت پائی۔

اسی طرح دوسرے کاموں میں بھی ہوتا ہے۔ ایک زمانہ ہندوستان میں مسلمانوں پر ایسا تھا۔ کہ انگریزی پڑھنا کفر خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن پھر ایسا تغیر آیا کہ جو انگریزی نہ پڑھتے تھے۔ ان کو "قل اعوذیے"۔ "دقیانوسی" اور "دو ہزار سال پہلے کے" وغیرہ۔ اسی قسم کے بیسیوں نام دیئے جاتے

تھے۔ لیکن اب پھر اس کے خلاف ایک رو چلی ہے۔ اور اب انگریزی پڑھنے کو قابل نفرت اور یونیورسٹیوں کو لعنت قرار دیا جا رہا ہے۔

پس ہر ایک کام کے ساتھ یہ بات لگی ہوئی ہے۔ کہ جو کوشش کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ جب تم نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو آخر تمہاری فتح ہوگی۔ اور اگر چھوڑ بیٹھو گے تو اپنی کمزوری ثابت کرو گے۔ جو شخص اپنی کمزوری کو دوسروں کے سر تھوپتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ یعنی نصیحت کرتا ہے یا کوئی اور کام کرتا ہے۔ مگر لوگ اس کی نصیحت کو نہیں مانتے یا اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ تو یہ اور ان کو برا کہتا ہے یہ اس کی غلطی ہے۔ اصل میں یہ اس کی کمزوری ہے کہ اس نے نصیحت اور وہ اچھا کام چھوڑ دیا۔ ایسی باتوں سے تو انتظام کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں۔ جو ایک آدھ دن میں مانتے ہیں۔ اور ایک وہ جو ایک آدھ مہینہ میں۔ بعض دو مہینہ میں۔ بعض سال میں دو سال میں۔ بعض دس، بیس، تیس سال میں۔ بعض اس سے بھی زیادہ مدت میں مانتے ہیں پس جو کسی شخص کو نصیحت اس لئے چھوڑتا ہے۔ کہ اس کی مانتا نہیں۔ وہ غلطی کرتا ہے کیونکہ جس وقت اس شخص نے ماننا تھا۔ اس وقت تک اس نے نصیحت نہیں کی۔ جب اتنی نصیحت نہیں کی تو وہ کیسے مان لیتا۔

حضرت خلیفہ اول ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ میں نے یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی سنا ہے۔ کہ حضرت نظام الدین اولیاء کے ایک شاگرد جو بعد میں ان کے خلیفہ بھی ہوئے۔ اپنی زندگی میں وہ ایک جگہ شراب پی رہے تھے۔ اتفاق سے حضرت نظام الدین بھی ادھر سے گذرے۔ دیکھا تو فرمایا حسن! یہ کیا؟ وہ مسکرائے اور ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے فسق نے آپ کے زہد سے کمی نہ کی ہے۔ یعنی یہ حالت فسق ابھی بڑھی ہوئی ہے۔ آپ کے زہد کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

ہمت کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ جتنی ادھر سے سستی ہو اتنا ہی ادھر سے چستی اور ہمت ہو تب وہ مانتا ہے۔ اگر کوئی ایک شخص کی سستی کی وجہ سے کام چھوڑتا ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ہمت ہارتا ہے اور یہ سستی کرتا ہے۔

میں نے ابھی جو پچھلے دنوں مشورہ کیا اس سے بھی معلوم ہوا۔ اور جو باہر سے رپورٹیں آتی ہیں ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چندہ میں بہت سے لوگ شامل نہیں ہوتے۔ اگر پورا چندہ آئے تو ہمیں زائد چندے نہ کرنے پڑیں۔ اور ہمارے مالی مشکلات دور ہو جائیں۔ اگر ان لوگوں کے جو چندہ نہیں دیتے چندہ نہ دینے کے اسباب کو معلوم کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ چند بار محصل کوشش کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص کچھ نہیں دیتا تو اس کو سست اور بے پروا یا کچھ اور کہہ

کر چھوڑ دیتے ہیں اور اس طرح یہ لوگ بجائے ان لوگوں کو جو ان کے دو چار دفعہ جانے سے چندہ نہیں دیتے سست ثابت کرنے کے یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ خود سست ہیں۔ کیا وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔ کہ ان میں سے کئی سالہا سال تک حضرت مسیح موعود کے مخالف رہے تھے۔ اور بہت عرصہ کے بعد ان کو نصیحت حاصل ہوئی تھی۔

پس جب تک کوئی شخص احمدیت کا دعویٰ کرتا ہے مرتے دم تک ہر ماہ بغیر ناغہ چندہ کے لئے اس کے پاس جانا چاہیئے۔ اور سلسلہ کی ضروریات سے اس کو آگاہ کرنا چاہیئے۔ قیامت کے دن تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے کتنے لوگوں کو منوایا۔ بلکہ تم سے محض یہ سوال ہو گا کہ تم نے کتنے لوگوں کو حق سنایا۔ پس ہمارا کام محض حق سنانا ہے اور ہمیں اس سے باز نہیں آنا چاہیئے۔

ایک اور بزرگ کا قصہ حضرت خلیفہ اول سنایا کرتے تھے کہ ان کا ایک مرید ان کو ملنے کو آیا۔ اور انکے پاس ٹھہرا۔ ان بزرگ نے رات کو دعا کی۔ انکو جواب ملا کہ تیری دعا قبول نہ ہوگی اس شخص نے بھی یہ آواز سنی پہلے دن تو ادب سے خاموش رہا دوسرے دن بھی ان بزرگ سے یہی معاملہ ہوا۔ انہوں نے دعا کی مگر جواب ملا کہ تیری دعا نامنظور ہے۔ تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ تب وہ شخص نہ رہ سکا اور اس نے کہا جب آپ کو تین دن سے یہ جواب مل رہا ہے پھر آپ کیوں دعا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا نادان تو نہیں جانتا کہ میرا کام صرف مانگنا ہے اس کا کام یہ ہے کہ چاہے تو دے چاہے تو نہ دے۔ میں اپنا کام کرتا ہوں۔ وہ اپنا کام کرتا ہے۔ تو تین دن میں گھبرا گیا۔ میں بیس برس سے یہ جواب سن رہا ہوں۔ جب ان بزرگ نے یہ جواب دیا تو ان کو الہام ہوا کہ ہمیں تیرا یہ جواب پسند آیا اس لئے تو نے اس بیس برس کے عرصہ میں جس قدر دعائیں کی ہیں وہ سب منظور۔ہیں

نادان ہے جو کوشش کو چھوڑتا ہے۔ کوشش کرنا اس کا کام ہے منوانا اس کا کام نہیں۔ پس میں تمام قادیان والوں اور باہر والے احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ چندہ مانگنے سے باز نہ آئیں۔ جب تک کہ ایک شخص احمدی ہونے کا مدعی ہے۔ خواہ وہ پندرہ سال تک چندہ نہ دے۔ ممکن ہے کہ اللہ ان کی سعی کی برکت سے اس شخص پر بھی رحم کرے اور یہ اپنے مقصد میں بھی کامیاب ہو۔ اس کی کامیابی بھی یہی ہے کہ وہ شخص چندہ دینے لگے۔

جس طرح میں نے پچھلے جمعہ میں تبلیغ کے لئے کہا تھا کہ انجمنیں بنائیں اور نظام قائم کریں۔ اسی طرح مالی حالت کے متعلق کہتا ہوں کہ باقاعدہ اور مسلسل کوشش ہونی چاہیئے۔ اور چندہ لینے والوں کو ہر ایک شخص کے پاس پہنچنا چاہیئے۔ اور ساری عمر فوت ہونے تک پہنچنا چاہیئے۔ اگر وہ تمہاری بات نہیں مانے گا تو خدا کے حضور جواب دہ ہو گا۔ اور اگر تم سستی کرو گے اور ہمت ہار دو

گے تو اس ہمت ہارنے کا تم سے سوال کیا جائے گا پس مایوس مت ہو۔ کہ مایوسی دین کے کام میں کفر تک پہنچاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی ذمہ داری ادا کریں اور اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں دوسرے کے سستی کرنے سے سست نہ ہو جائیں۔ ہمارے ہر گھڑی خدا کی رضا مدنظر ہو اور ہمارا ہر قدم اس کو خوش کرنے کے لئے ہو۔ اور ہمارا ہر قدم آگے بڑھے۔

جب سے خطبہ شروع ہوا تھا۔ بارش کسی قدر ہو رہی تھی۔ مگر آخری حصہ میں زور ہو گیا جب حضور دوسرے خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا۔

"اگر آج مسجد کے منتظمین سائبانوں کا انتظام کر دیتے تو لوگوں کو اس قدر تکلیف نہ ہوتی"۔

یہ فرما کر حضور ممبر پر اس وقت تک کھڑے رہے۔ جب تک کہ تمام لوگ مسجد کے مسقف حصہ میں نہ داخل ہو گئے۔ اور کچھ دروازہ کے پاس کے حصہ میں نہ چلے گئے۔ اور صفیں بہت تنگ بنائی گئیں اور لوگوں نے ایک دوسرے کی پیٹھوں پر سجدہ کیا۔

(الفضل ۱۴ر فروری ۱۹۲۱ء)

۱۔ الانبیاء : ۹۵

۲۔ مہاجرین حصہ دوم مصنفہ شاہ معین الدین ندوی ص ۱۵۲ اسلام کے چار جرنیل مصنفہ حفیظ اللہ خان ص ۱۵۳

۳۔ سیر العارفین مترجم ص ۱۱۷

۴۔ حدیث میں یہ مضمون اس طرح بیان ہوا ہے ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یستجاب لاحدکم مالم یستعجل (بخاری کتاب الدعوات یستجاب العبد مالم یستعجل) یعنی ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا ہے۔ بشرطیکہ دعا کرنے والا جلد بازی سے کام نہ لے۔